بے وضو قرآنِ کریم کو چھونا

عمیر محمود الصدیقی
استاذ اسلامک سنٹر (جامعہ علیمیہ) ۔کراچی

قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔اس کتاب میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔اللہ کی یہ آخری کتاب تمام کتب سماویہ میں سب سے زیادہ افضل واکرم ہے،اس کتاب عظیم کی تلاوت قلوب کو جلاء بخشتی ہے اور انفرادی واجتماعی زندگی کے ہر شعبہ میں ہدایت کا راستہ دکھاتی ہے۔قرآن وسنت کی روشنی میں،اس کتاب مبین کی تلاوت کے کئی ایک آداب علماء ذی شان نے بیان فرمائے ہیں۔اس کتاب سے حقیقی معنی میں استفادہ کرنے کے لئے ان آداب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

کلام اللہ کی تلاوت کے کچھ ظاہری آداب ہیں اور کچھ باطنی،ظاہری آداب کا تعلق قاری اور قراءت کے ظاہر سے ہے جیسے قبلہ رو بیٹھنا اور تلاوت سے قبل مسواک کرنا۔جہاں تک باطنی آداب کا تعلق ہے تو یاد رہے کہ ان پر ظاہر آداب کی بناء ہے۔اگر ظاہری طور پر بہت ہی زیادہ ادب و محبت کا اظہار کیا جائے لیکن باطن تعظیم اور محبت سے خالی ہو تو ظاہری ادب کوئی نفع نہیں دیتا۔اللہ تعالیٰ کی نظر کیوں کہ بندوں کے دلوں پر ہوتی ہے لہذا باطنی آداب کا لحاظ رکھنا بہت ہی ضروری ہے،جیسے نیت کا درست کرنا۔پیش نظر مقالہ کا مقصد قرآن حکیم کو بغیر وضو ہاتھ لگانے کے شرعی حکم کو بیان کرنا ہے۔اس مسئلہ کے بیان کو ہم نے اس لئے ضروری سمجھا کہ آج کل مختلف ٹی۔وی چینلز پر جدیدیت پسند دیندار اور غیر اہل علم حضرات بڑی جرأت کے ساتھ اظہار کرتے نظر آتے ہیں کہ قرآن حکیم کو بغیر وضو چھونے میں کوئی مضائقہ نہیں،چنانچہ ہم نے ضروری خیال کیا کہ اس مسئلہ کو شرح وبسط کے ساتھ بیان کر دیا جائے۔جنبی،حائضہ،مستحاضہ اور نفاس والی عورت کے متعلق علماء کرام نے تفصیلی ابحاث کی ہیں۔اس مضمون میں ہم ان شاء اللہ تعالیٰ قرآن مجید کو صرف بغیر وضو ہاتھ لگانے کا حکم قرآن،سنت،اقوال صحابہ اور اقوال علماء رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روشنی میں بیان کریں گے۔واللہ المستعان

اس موضوع پر سب سے زیادہ بحث سورۃ الواقعۃ کی آیت نمبر ۷۹ کی روشنی میں کی جاتی ہے اور بالخصوص سابقہ دو آیات مقدسات کی روشنی میں اس کے معنی کی حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کی جاتی ہے۔سب سے پہلے ہم ان آیات مقدسات پر مختصرا بحث کریں گے۔

☆ مقید کیا ہے؟ مقید وہ ہے جس میں ذات کے ساتھ صفت کا بھی لحاظ رکھا جاتا ہے ☆

لا یمسه الا المطهرون:

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الواقعۃ ۵۶ میں ارشاد فرمایا:

انه لقران کریم (۷۷) فی کتاب مکنون (۷۸) لا یمسه الا المطهرون (۷۹)

بے شک یہ قرآن ہے بڑی عزت والا (۷۷) ایک کتاب میں جو محفوظ ہے (۷۸) نہیں چھوئیں اس (قرآن کریم) کو مگر وہی جو پاک ہوں (۷۹)

لا یمسه الا المطهرون میں دو احتمالات ہیں۔ اس میں ایک احتمال تو یہ ہے کہ لا یمسہ سے مرا کتاب مکنون یعنی لوح محفوظ ہے اور دوسرا یہ کہ اس سے مراد مصحف (قرآن کریم جو ہمارے ہاتھوں میں ہے) ہے۔ کیونکہ یہ آیت مقدسہ ان دونوں توجیہات کی محتمل ہے اسی لئے اس ضمن میں کئی ایک مسائل میں علماء کرام کا اختلاف ہے۔ یہ اختلافات درج ذیل ہیں۔

۱) لا یمسہ سے مراد لوح محفوظ ہے یا مصحف (قرآن کریم)

جو علماء اس سے مراد لوح محفوظ لیتے ہیں ان کے نزدیک مطهرون سے مراد ملائکہ ہیں اور جن علماء نے اس سے مراد مصحف لیا ہے ان کے نزدیک مطهرون میں چار اقوال ہیں۔ شیخ ابن جوزی فرماتے ہیں:

> و من قال :هو المصحف ففی المطهرین أربعة اقوال ،احدها: انهم المطهرون من الاحداث ،قاله الجمهور ،فیکون ظاهر الکلام النفی و معناه النهی. و الثانی :المطهرون من الشرک ،قاله ابن السائب. و الثالث: المطهرون من الذنوب و الخطایا ،قاله الربیع بن انس. و الرابع: أن معنی الکلام لا یجد طعمه و نفعه الا من امن به ،حکاه الفراء. (زاد المسیر فی علم التفسیر :ج:۸/ص:۱۵۲)

اور جن علماء نے یہ کہا ہے کہ اس سے مراد مصحف ہے تو ان کے نزدیک مطهرون میں چار اقوال ہیں:

پہلا: اس سے مراد حدث سے پاک افراد ہیں۔ یہ جمہور کا کہنا ہے، اس صورت میں ظاہر کلام نفی پر محمول ہوگا لیکن اس کا معنی نھی ہوگا۔

☆ مشترک وہ لفظ ہے جو ایسے ایک یا زیادہ معنوں کے لئے وضع کیا گیا ہو جن کی حقیقتیں مختلف ہوں ☆

دوسرا: اس سے مراد شرک سے پاک افراد ہیں۔یہ ابن سائب نے کہا ہے۔

تیسرا: اس سے مراد گناہوں اور خطاؤں سے پاک افراد ہیں، یہ ربیع بن انس کا قول ہے۔

چوتھا: کلام کا مطلب یہ ہے کہ قرآن حکیم کا ذائقہ چکھنے والے اور اس سے نفع حاصل کرنے والے وہی افراد ہیں جو اس پر ایمان لاتے ہیں۔یہ فراء کا قول ہے۔

۲)اگر لایمسہ سے مراد مصحف ہے تو اس سے مراد نہی ہے یا نفی۔

اب ہم ان اختلافات کو مختصرا بیان کریں گے۔

۱)لایمسہ سے مراد لوح محفوظ ہے یا مصحف (قرآن کریم)؟

سورۃ الواقعۃ کی آیت نمبر ۷۹ کے متعلق علماء کرام کے دو موقف ہیں:

۱) اس سے مراد مصحف ہے۔

۲) اس سے مراد کتاب مکنون یعنی لوح محفوظ ہے۔

جار اللہ زمخشری لکھتے ہیں:

و هم المطهرون من جميع الذنوب و ما سواها ان جعلت الجملة صفة لكتاب مكنون و هو اللوح ،و ان جعلتها صفة للقران فالمعنى لا ينبغي أن يمسه الا من هو على الطهارة من الناس .....و نحوه قول رسول الله ﷺ المسلم اخو المسلم لا يظلمه و لا يسلمه أى لا ينبغي له أن يظلمه أويسلمه (الكشاف :ج:۴/ص:۴۶۹)

اگر تم اس جملہ (لایمسہ الا المطھرون) کو کتاب مکنون جو لوح محفوظ ہے، کی صفت بناؤ تو مطھرون سے ہر قسم کی ظاہری اور باطنی ناپاکی سے پاک افراد مراد ہوں گے۔اور اگر تم اس کو قرآن کی صفت بناؤ گے تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ لوگوں میں سے کسی کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ قرآن کو چھوئے مگر اس کے لئے جو پاک ہو۔۔۔۔۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ کی حدیث ہے کہ مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے۔وہ اس پر ظلم نہ کرے اور اسے اسکے حوالے نہ کرے جو اس پر ظلم کرے، یعنی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی پر ظلم کرے یا اسے ظالم کے حوالے کرے۔

اس اختلاف کو تقریبا تمام مفسرین نے اپنی تفاسیر میں بیان فرمایا ہے۔

☆جب غالب رائے کے ساتھ مشترک کے کسی معنی کو ترجیح حاصل ہو جائے تو اس کو مؤول کہتے ہیں۔ ☆

احناف کا موقف:

امام ابوبکر جصاص رازی فرماتے ہیں:

و هذا اولی لما روی عن النبی ﷺ فی اخبار متظاهرة أنه کتب فی کتابه لعمرو بن حزم ولا یمس القران الا طاهر فوجب أن یکون نهیه ذلک بالایة اذ فیها احتمال له(احکام القرآن: ج:۵/ص:۳۰۰)

اگر چہ یہ آیت خبر کی صورت میں ہے پھر بھی اس کا نھی پر محمول کرنا اولی ہے کیونکہ نبی مکرم ﷺ سے مروی کئی ایک ظاہر اخبار میں مروی ہے کہ آپ ﷺ نے عمرو بن حزم کے خط میں لکھا تھا کہ قرآن کو نہ چھوئے مگر پاک، پس واجب ہوا کہ بغیر وضو کے قرآن کو چھونے کی ممانعت اس آیت سے ثابت ہو کیونکہ اس میں اس کا احتمال ہے۔

شیخ ملاجیون فرماتے ہیں:

و ان الضمیر المنصوب راجع الی القرآن وان الطهارة هو الطهارة عن الاحداث ای لا یمس هذا القران الا المطهرون من الاحداث

(التفسیرات الاحمدیہ: ص۶۸۳)

اور بیشک ضمیر منصوب کا مرجع قرآن ہے اور طہارت سے مراد احداث سے پاک ہونا ہے یعنی اس قرآن کو کوئی نہیں چھوئے سوائے ان افراد کے جو احداث سے پاک ہیں۔

حضرت علامہ محمود آلوسی بغدادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

و کون المراد بهم المطهرین من الأحداث مروی عن محمد الباقر علی ابائه و علیه السلام و عطاء و طاؤس وسالم(روح المعانی: ج:۱۴/ص:۲۳۶)

حضرت امام محمد باقر۔ان پر اور انکے اباؤاجداد پر سلام ہو۔عطاء، طاؤس اور سالم سے مروی ہے کہ مطھرین سے مراد ناپاکیوں سے پاک ہونا ہے۔

شوافع کا موقف:

حضرت جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

لا یمسه الا المطهرون :استدل به الشافعی علی منع مس المحدث المصحف (الاکلیل فی استنباط التنزیل: ص:۲۰۴)

☆اگر مشترک کا کوئی معنیٰ متکلم کے بیان سے ترجیح پائے تو وہ ''مفسر'' کہلاتا ہے ☆

لا یمسه الا المطهرون :اس آیت مقدسہ سے امام شافعی علیہ الرحمۃ نے محدث کے لئے مصحف کو نہ چھونے پر استدلال کیا ہے۔

آپ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

(لا یمسه)خبر بمعنی النهی (الا المطهرون)الذین طهروا أنفسهم من الاحداث (تفسیر الجلالین:ص:۷۱۳)

(لا یمسه)یہ خبر نہی کے معنی میں ہے۔(الا المطهرون)یعنی جنھوں نے اپنے آپ کو احداث سے پاک کرلیا ہو۔

حنابلہ کا موقف:

امام ابن قدامہ حنبلی فرماتے ہیں:

و لنا قوله تعالی :لا یمسه الا المطهرون... (المغنی: ج:۱/ ص: ۱۶۸)

اورحدث کی حالت میں قرآن کو نہ چھونے کی ہماری دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:نہیں چھوئیں اس (قرآن کریم)کومگر وہی جو پاک ہوں۔

مذکورہ بالا تمام حوالہ جات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ احناف،شوافع اور حنابلہ کے نزدیک لایمسہ سے مراد قرآن کریم ہے اور انہوں نے اس آیت سے یہی استدلال کیا ہے کہ قرآن حکیم کو حدث کی حالت میں چھونا منع ہے۔ان ائمہ کا یہ موقف احادیث اور کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بیان پر مبنی ہے جس کی وضاحت ہم ان شاء اللہ عنقریب کریں گے۔

بعض علماء کا مختار یہ ہے کہ یہاں لایمسہ سے مرادلوح محفوظ ہے۔

مالکیہ کا موقف:

امام مالک علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

و أحسن ما سمعت فی قوله لا یمسه الا المطهرون انها بمنزلة الایة التی فی عبس و تولی فمن شاء ذکره، فی صحف مکرمة ،مرفوعة مطهرة، بأیدی سفرة، کرام بررة ۔(المؤطا:ص:۱۸۵)

اللہ تعالیٰ کے اس قول لایمسہ الا المطھرون کے بارے میں سب سے زیادہ بہتر بات

جو میں نے سنی ہے وہ یہ ہے کہ یہ اس آیت کہ قائم مقام ہے جو سورۃ عبس میں ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پس جو چاہے اسے قبول (وازبر) کرلے۔(یہ)معزز ومکرم اوراق میں (لکھی ہوئی) ہیں۔جو نہایت بلند مرتبہ (اور) پاکیزہ ہیں۔ایسے سفیروں (اور کاتبوں) کے ہاتھوں سے (آگے پہنچی) ہیں۔جو بڑے صاحبان کرامت (اور) پیکران طاعت ہیں۔(سورۃ عبس ۸۰:۱۲ تا ۱۶)

اس بارے میں امام قرطبی فرماتے ہیں:

یرید أن المطھرین ھم الملائکة الذین وصفوا بالطھارة فی سورة عبس (الجامع لأحکام القرآن: ج:۱۷/ص:۲۲۵)

امام مالک علیہ الرحمۃ کی مراد یہ ہے کہ مطہرین سے مراد وہ ملائکہ ہیں جن کو موصوف کیا گیا ہے سورۃ عبس میں پاکی کی صفت کے ساتھ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہی منقول ہے کہ یہاں مطھرون سے مراد ملائکہ ہیں۔شیخ ابن قیم فرماتے ہیں:

ما رواہ سعید بن منصور فی سننه :حدثنا أبو الأحوص ،حدثنا عاصم الأحول ،عن انس بن مالک ،فی قوله:لا یمسه الا المطھرون قال:المطھرون :الملا ئکة و ھذا عند طائفة من أھل الحدیث فی حکم المرفوع (التبیان فی أقسام القرآن:ص۲۰۵)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ المطھرون سے مراد ملائکہ ہیں۔علم حدیث کے علماء کے نزدیک یہ مرفوع کے حکم میں ہے۔

یادرہے کہ امام مالک کے نزدیک اگرچہ مطھرون سے مراد فرشتے ہیں لیکن ان کا موقف احادیث طیبہ کی روشنی میں یہی ہے کہ حدث کی حالت میں قرآن حکیم کو چھونا جائز نہیں ہے۔

امام ابن جریر طبری کا بیان:

امام ابن جریر طبری علیہ الرحمۃ نے اس بارے میں کئی ایک روایات نقل فرمائی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابن عباس ،حضرت سعید بن جبیر ،حضرت مجاہد،حضرت عکرمہ،حضرت ابو العالیہ

☆حقیقہ کی تین قسمیں ہیں نمبرا:متعذرہ نمبر۲: مھجورہ، نمبر۳: مستعملہ ☆

اور حضرت قتادہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا موقف یہ تھا کہ یہاں مطہرون سے مراد ملائکہ ہیں اور لا یمسہ سے مراد لوح محفوظ کا چھونا ہے۔ (جامع البیان: ج۱۱/ص:۱۱۸۔۱۱۹)

لایمسہ سے مراد نھی ہے یا نفی؟

بعض علماء کا موقف یہ ہے کہ لا یمسہ المطہرون جملہ خبریہ ہے اور اس میں حرف ''لا'' نفی کے لئے ہے کیونکہ ''یمس'' مرفوع ہے اگر یہ لام، لام ناھیۃ ہوتا تو آیت اس طرح ہوتی '' لا یَمَسَّہ ''، اس بات کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ایک قراءت جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں ''ما یمسہ الا المطھرون'' منقول ہے۔

لیکن اکثر علماء کرام کا موقف یہ ہے کہ یہاں نفی بمعنی نھی کے ہے۔

۱) شیخ ملا جیون فرماتے ہیں:

ولکن الاکثرین علی انہ نفی بمعنی النھی (التفسیرات الاحمدیۃ: ص۶۸۳)

لیکن اکثر علماء کے نزدیک یہاں نفی بمعنی نھی ہے۔

۲) امام ابوبکر رازی فرماتے ہیں:

و ان حمل علی النھی و ان کان فی صورۃ الخبر کان عموما فینا و ھذا اولی لما روی عن النبی ﷺ فی اخبار متظاھرۃ أنہ کتب فی کتابہ لعمرو بن حزم ولا یمس القران الا طاھر فوجب أن یکون نھیہ ذلک بالایۃ اذ فیھا احتمال لہ (احکام القرآن: ج:۵/ص:۳۰۰)

اگرچہ یہ آیت خبر کی صورت میں ہے پھر بھی اگر اس کو نھی پر محمول کیا جائے تو یہ ہمارے نزدیک عموم ہوگا۔ یہ کرنا اولیٰ ہے کیونکہ نبی مکرم ﷺ سے مروی کئی ایک ظاہر اخبار میں ہے کہ آپ ﷺ نے عمرو بن حزم کے خط میں لکھا تھا کہ قرآن کو نہ چھوئے مگر پاک، پس واجب ہوا کہ بغیر وضو کے قرآن کو چھونے کی ممانعت اس آیت سے ثابت ہو کیونکہ اس میں اس کا احتمال ہے۔

۳) حضرت جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں:

(لا یمسہ) خبر بمعنی النھی (تفسیر الجلالین: ص:۷۱۳)

(لا یمسہ) یہ خبر نھی کے معنی میں ہے۔

۴) شیخ ابن جوزی فرماتے ہیں:

احدھا: انھم المطھرون من الاحداث ،قاله الجمھور ،فیکون ظاھر الکلام النفی و معناہ النھی(زاد المسیر فی علم التفسیر: ج:۸/ص:۱۵۲)

پہلا: اس سے مراد حدث سے پاک افراد ہیں۔ یہ جمہور کا کہنا ہے، اس صورت میں ظاہر کلام نفی پر محمول ہوگا لیکن اس کا معنی نھی ہوگا۔

۵) علامہ محمود آلوسی بغدادی فرماتے ہیں:

وأما صفة اخری لقرآن .و المراد بالمطھرون المطھرون عن الحدث الأصغر و الحدث الاکبر بحمل الطھارۃ علی الشرعیة ،و المعنی لا ینبغی أن یمس القرآن الا من ھو علی طھارۃ من الناس ،فالنفی ھنا نظیر ما فی قوله تعالیٰ :الزانی لا ینکح الا زانیة (۲۴ : ۳)و قوله علیه السلام المسلم اخو المسلم لا یظلمه ،الحدیث ،و ھو بمعنی النھی بل أبلغ من النھی الصریح ،(روح المعانی: ج:۱۴/ص:۲۳۵)

یا تو یہ دوسری صفت ہے قرآن کی، اس صورت میں طہارت کو شرعی پاکی پر محمول کرتے ہوئے مطھرون سے مراد حدث اصغر اور حدث اکبر سے پاک افراد ہوں گے۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی کیلئے قرآن کو چھونا جائز نہیں ہے سوائے اس کے جو لوگوں میں سے پاک ہو، پس یہاں نفی اللہ تعالیٰ کے ارشاد: اور نبی کریم ﷺ کی حدیث، مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے۔ وہ اس پر ظلم نہ کرے اور اسے اسکے حوالے نہ کرے جو اس پر ظلم کرے، کی نظیر ہے اور یہ نفی نھی کے معنی میں ہے، بلکہ نھی صریح سے زیادہ بلیغ ہے۔

۶) علامہ حقی بروسوی فرماتے ہیں:

أو للقرآن فالمراد المطھرون من الأحداث مطلقافیکون نفیا بمعنی النھی (روح البیان: ج:۹/ص ۳۳۷)

یا **لا یمسه الا المطھرون** صفت ہے قرآن کی، اس صورت میں اس سے مراد تمام احداث سے مطلقا پاک ہونا ہوگا۔ پس نفی بمعنی نھی ہوگی۔

☆ صاحبین کے نزدیک مجاز اسی وقت حقیقت کا نائب بنے گا جب حقیقت پر عمل کرنا ممکن ہو ☆

علماء کرام کے مذکورہ اقوال سے معلوم ہوا کہ ''لا نافیہ''، ''لا ناھیۃ'' کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔اس سے ان حضرات کا اشکال بھی رفع ہو جاتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اگر اس جملہ کو قرآن کریم کی صفت بنایا جائے تو قرآن حکیم کی آیت مقدسہ ''لایمسہ الا المطھر ون'' کا ابطال لازم آئے گا کیونکہ ان کے مطابق یہ ایک خبر ہے جس کا مطلب یہ ہے اس قرآن کو نہیں چھوتے مگر وہ جو پاک ہوں، حالانکہ اس دنیا میں اس کتاب عظیم کو مشرک، کافر، گناہ گار، اور بے وضو بھی چھوتے ہیں۔پس ہمارے نزدیک اس آیت مقدسہ کا ترجمہ اس طرح کرنا زیادہ مناسب ہوگا:

''نہیں چھوئیں اس (قرآن کریم) کو مگر وہی جو پاک ہوں''

خلاصہ:

۱) آیت مقدسہ ''لا یمسہ الا المطھرون'' کے بارے میں علماء کرام کے بنیادی طور پر دو اقوال ہیں جن کی بناء پر ان کے مابین کئی مسائل میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

ا) اس سے مراد قرآن کریم ہے۔

ب) اس سے مراد لوح محفوظ ہے۔

۲) اکثر علماء کے مطابق مذکورہ آیت مقدسہ میں حرف ''لا'' نہی کے معنی میں ہے۔جس کا تقاضہ یہ ہے کہ قرآن کریم کو صرف وہی افراد چھوئیں جو حدث سے پاک ہوں۔

۳) اللہ تعالیٰ نے سورۃ البینۃ میں ارشاد فرمایا: **رسول من اللہ یتلوا صحفا مطھرۃ** (البینۃ ۹۸:۲) (وہ دلیل) اللہ کی طرف سے رسول (آخر الزمان ﷺ) ہیں جو (ان پر) پاکیزہ اوراق (قرآن) کی تلاوت کرتے ہیں۔پس صحیح یہی ہے کہ جو مصحف ''مطہر'' ہو اس کی عظمت و کرامت کے پیش نظر اسے طاہر ہی ہاتھ لگائے۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لایمسہ الا المطھر ون۔

قرآن کریم کو چھونے کا حکم اور احادیث شریفۃ:

پہلی حدیث: اس بارے میں امام مالک اور امام محمد علیہما الرحمۃ نے اپنی اپنی مؤطا میں ایک ایک باب ''**الامر بالوضوء لمن مس القرآن**'' اور ''**باب الرجل یمس القران و ھو جنب او علی غیر طھارۃ**'' کے نام سے رقم فرمایا ہے۔عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے: **قال : ان فی الکتاب الذی کتبہ رسول اللہ ﷺ لعمرو بن حزم الا یمس القرآن الا طاھر** ☆ (المؤطا للامام مالک: ص:۱۸۵) (المؤطا للامام محمد: ص:۱۶۳)

☆ امام صاحب کے نزدیک اگر حقیقت پر عمل ناممکن بھی ہو تب بھی مجاز اس کا نائب بنے گا ☆

عبد اللہ بن ابی بکر بن حزم سے مروی ہے کہ عمرو بن حزم کے مکتوب میں رسول اللہ ﷺ نے لکھا تھا کہ قرآن کو نہیں چھوئے گا مگر وہ جو پاک ہو۔

حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصاری صحابی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے نجران کے عامل مقرر کیئے گئے اور تقریباً پچاس ہجری کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے یمن کے عبد کلال کے بیٹوں شرحبیل، حارث اور نعیم کی طرف اپنا مبارک مکتوب آپ رضی اللہ تعالیٰ کے ذریعہ بھیجا تھا۔ اس میں فرائض، سنن اور دیات کے احکامات تحریر تھے۔ اسی مکتوب میں یہ حکم بھی تحریر تھا کے قرآن پاک کو پاک فرد کے علاوہ کوئی نہ چھوئے۔

اس حدیث شریف سے امت کے تقریباً تمام علماء نے یہی استدلال کیا ہے کہ محدث کے لئے قرآن پاک کو چھونا جائز نہیں ہے۔ اس حدیث شریف کو امام مالک اور امام محمد علیہما الرحمۃ کے علاوہ کئی ایک محدثین نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث شریف کو امام عبد الرزاق نے بھی اپنی مصنف میں نقل کیا ہے (المصنف: رقم الحدیث: ۱۳۲۸)

اس حدیث شریف کو امام دار قطنی نے بھی اپنی سنن میں نقل کیا ہے اور آپ فرماتے ہیں ''و رواته ثقات'' اور اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ (سنن الدار قطنی: ج ۱/ص: ۱۲۱)

اس روایت کو آپ نے اپنی کئی ایک سناد کے ساتھ نقل فرمایا ہے اور پورا ایک باب، ''**باب فی نهی المحدث عن مس القرآن**'' کے نام سے رقم فرمایا ہے۔

اس حدیث شریف کو امام بیہقی نے بھی اپنی سنن میں نقل کیا ہے (السنن الکبریٰ: ج ۱/ص: ۸۷)

آپ نے بھی پورا ایک باب، ''**باب فی نهی المحدث عن مس المصحف**'' کے نام سے رقم فرمایا ہے۔ اس حدیث شریف کو امام نسائی نے بھی اپنی سنن میں نقل کیا ہے (سنن النسائی: ج ۲/ص: ۲۵۱)

اس حدیث شریف کو امام ابو داود نے بھی اپنی مراسیل میں نقل کیا ہے (مراسیل أبی داود: ص: ۸)

☆قد أخرجه العینی فی البنایة فقال: هذا الحدیث رواه خمسة من الصحابة رضی الله عنهم.

الاول: عمرو بن حزم أخرج حدیثه النسائی فی السنن فی کتاب الدیات و ابو داؤد فی

☆ امام شافعی کا مسلک یہ ہے کہ نکاح بھی عقدِ مالی ہے ☆

المراسيل من حديث محمد بن بكار بن بلال، عن يحى بن حمزة، عن سليمان بن ارقم، عن الزهرى ،عن أبى بكر بن محمد بن عمرو بن حزم عن أبيه ،عن جده ان فى الكتاب الذى كتبه رسول الله ﷺ الى اهل اليمن فى السنن و الفرائض و الديات ان لا يمس القرآن الا طاهر .و روياه أيضا من حديث الحكم بن موسى، عن يحى بن حمزة حدثنا سليمان بن داؤد الخولانى حدثنى الزهرى عن أبى بكر بن محمد بن عمرو بن حزم عن أبيه ،عن جده نحوه .قال ابو داؤد وهم فيه الحكم بن موسى ،يعنى فى قوله سليمان بن داؤد و انما هو سليمان بن ارقم ،و قال النسائى و الاول اشبه بالصواب،و سليمان بن ارقم متروك. (و قال النسائى :و قد روى هذا الحديث يونس عن الزهرى مرسلا .عمير الصديقى)و بالسند الثانى رواه ابن حبان و قال سليمان بن داؤد الخولانى من اهل دمشق ثقة مامون و أخرجه الحاكم فى مستدركه وقال هو من قواعد الاسلام و الطبرانى فى معجمه و الدارقطنى ثم البيهقى فى سننهما و احمد فى مسنده و ابن راهويه و روى هذا الحديث من طرق اخرى بعضها مرسل.

الثانى: عبد الله بن عمر رضى الله عنه أخرج حديثه الطبرانى فى معجمه و الدارقطنى ثم البيهقى من جهته فى سننهمامن حديث ابن جريج عن سليمان بن موسى عن الزهرى قال سمعت سالما يحدث عن أبيه قال :قال رسول الله ﷺ :لا يمس القرآن الا طاهر،و سليمان بن موسى الاشدق مختلف فيه فوثقه بعضهم،و قال البخارى عنده مناكير،وقال النسائى ليس بالقوى .

الثالث: حكيم بن حزام أخرج حديثه الحاكم فى المستدرك فى كتاب الفضائل من حديث سويد بن أبى حاتم حدثنا مطر الوراق عن حسان بن هلال عن حكيم بن حزام قال: لما بعثنى رسول الله ﷺ قال:لا تمس القرآن الا و انت طاهر،وقال الحاكم صحيح الاسناد و لم يخرجاه،و رواه الطبرانى فى معجمه و الدار قطنى ثم البيهقى من جهته فى سننهما .

الرابع: عثمان بن أبى العاص أخرج حديث الطبرانى فى معجمه باسناده الى المغيرة بن شعبة عن عثمان بن أبى العاص ان رسول الله ﷺ قال:لا يمس القرآن الا طاهر.

الخامس: ثوبان أخرج حديثه على بن عبد العزيز فى منتخبه من حديث أبى اسماء الرحبى عن ثوبان ،قال: قال: رسول الله ﷺ :لا يمس القرآن الا طاهر و العمرة هى الحج الا صغر ،و اسناده ضعيف جدا.(البناية: ج: ۱/ص: ۴۶۰، ۴۶۱)

☆ و قد أخرج هذا الحديث ابن حجر رحمه الله باسناد متعددة فى الدراية (الدراية : ج: ۱/ص: ۶۴)

دوسری حدیث: امام دارقطنی علیہ الرحمۃ روایت فرماتے ہیں:

حدثنا الحسین بن اسماعیل نا سعید بن محمد بن ثواب ثنا أبو واصم ثنا أبن جریج عن سلیمان بن موسی قال سمعت سالما یحدث عن أبیه قال :قال النبی ﷺ :لا یمس القرآن الا طاهر (سنن الدارقطنی :ج:۱/ ص:۱۲۱)(۱)قد سبق تخریجه فی الحاشیة

سالم اپنے والد عبد اللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :قرآن کو نہیں چھوئے مگر وہ جو پاک ہو۔اس روایت کو امام بیہقی نے بھی اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔(السنن الکبریٰ:ج:۱/ص:۸۸)

اس روایت سے متعلق شیخ ابن قیم فرماتے ہیں:

و الحدیث مشتق من هذه الایة و قوله" لا تمس القرآن الا و أنت طاهر "رواه أهل السنن من حدیث الزهری ،عن أبی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم عن أبیه عن جده :أن فی الکتاب الذی کتبه النبی ﷺ الی أهل الیمن فی السنن و الفرائض و الدیات أن لا یمس القراٰن الا طاهر (التبیان فی أقسام القراٰن :ص ۲۰۶)

اور یہ حدیث اس آیت (لا یمسہ الا المطھرون) سے مشتق ہے۔اس حدیث کو اہل سنن نے عمرو بن حزم سے نقل فرمایا ہے کہ وہ خط جس میں نبی کریم ﷺ نے اہل یمن کی طرف سنن ،فرائض اور دیت سے متعلق احکام ارسال فرمائے تھے اس میں یہ بھی مکتوب کہ اس قرآن کو ہاتھ نہ لگائے مگر وہی جو پاک ہو۔

تیسری حدیث: امام دارقطنی علیہ الرحمۃ روایت فرماتے ہیں:

حدثنا محمد بن مخلد نا الحسائی نا و کیع ،نا الأعمش عن ابراهیم عن عبد الرحمن ابن یزید قال: کنا مع سلمان ،فخرج فقضی حاجته ،ثم جاء فقلت :یا ابا عبد الله لو توضأت لعلنا أن نسألک عن ایات ،فقال :انی لست امسه ،انما لا یمسه الا المطهرون ، فقرأ علینا ما یشاء، کلهم ثقات (سنن الدارقطنی :ج:۱ /ص:۱۲۴)

عبد الرحمن بن یزید فرماتے ہیں کہ ہم حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ (سفر میں) تھے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی قضائے حاجت کیلئے تشریف لے گئے۔جب آپ واپس تشریف لائے تو میں نے عرض کی: اے ابوعبد اللہ اگر آپ وضو فرمالیں تو ہوسکتا ہے کہ ہم آپ سے آیات کے بارے میں پوچھ لیں۔آپ نے فرمایا: میں مصحف کو چھونے والا نہیں ہوں ،قرآن کو پاک لوگوں کے علاوہ کوئی چھوئے گا ہی نہیں۔پھر آپ نے جو چاہا ہمارے سامنے تلاوت کیا۔اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

اس روایت کوامام دارقطنی نے ایک اور سند کے ساتھ نقل فرمایا ہے۔

اس روایت کوامام بیہقی نے بھی اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔(السنن الکبریٰ:ج:۱/ص:۸۸)

چوتھی حدیث: حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اسلام لانے سے قبل نعوذ باللہ نبی مکرم ﷺ کو قتل کرنے کے ارادے سے نکلے تو کسی نے خبر دی کے آپ کی بہن فاطمہ اور بہنوئی سعید بن زید اسلام قبول کر چکے ہیں۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے گھر گئے۔وہ لوگ قرآن حکیم کی تلاوت کررہے تھے ،سورۃ واقعہ نازل ہو چکی تھی۔آپ نے انہیں خوب زدوکوب کیا۔جب بہن کے سر سے خون جاری ہوا تو آپ کا دل بہت متاثر ہوا۔آپ نے کہا مجھے وہ کتاب دکھاؤ جس کی تم کیا تلاوت کررہے تھے۔آپ کی ہمشیرہ نے فرمایا:انک رجس و انہ لا یمسہ الا المطھرون بے شک تم ناپاک ہو اور حکم یہ ہے کہ اس کتاب کو نہ چھوئیں مگر وہ جو پاک ہوں۔پس آپ کھڑے ہوں غسل کریں اور وضو کریں،تو آپ کھڑے ہوئے اور وضو کیا اور اس کو لے کر تلاوت کی۔

اس روایت کوامام دارقطنی نے روایت کیا ہے۔(سنن الدارقطنی:ج:۱/ص:۱۲۳)

ابن حجر فرماتے ہیں:

أخرجه ابو يعلى و الطبرانی (الدرایۃ:ج:۱/ص۶۴)

اس کوابو یعلی اور طبرانی نے نقل کیا ہے۔

اس روایت کو امام بیہقی نے بھی اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔اس روایت کو نقل کرنے کے بعد آپ فرماتے ہیں:ولھذا الحدیث شواھد کثیرۃ (السنن الکبریٰ:ج:۱/ص:۸۸)

اور اس حدیث کے شواہد بکثرت ہیں۔

☆عبارۃ النص سے وہ حکم ثابت ہوتا ہے جس کے لئے کلام کو چلایا گیا اور اس کا قصد کیا گیا ہو☆

ایک اہم نکتہ : مذکورہ دونوں احادیث شریفہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام بھی آیت مقدسہ ''لا یمسہ الا المطھر ون'' سے یہی استلال کیا کرتے تھے کہ بغیر وضو کے قرآن مجید کو نہ چھونا جائز نہیں۔ اس حدیث میں مذکور حضرت فاطمہ ،حضرت سعید بن زید ،رضی اللہ تعالیٰ عنھما کے استدلال سے (جبکہ ان کے ساتھ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے۔عمدۃ القاری: ج:۱۷/ص:۹) جمہور کے موقف کو مزید تقویت ملتی ہے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام قبول کرنے کے بعد اس کا انکار نہ کرنا بھی اسی کی تائید کرتا ہے کہ آیت مقدسہ ''لا یمسہ الا المطھر ون'' سے بغیر وضو مس مصحف کے نا جائز ہونے پر استدلال کرنا بالکل درست اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقے کے موافق ہے۔یاد رہے کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت زید بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔

شیخ ابن قیم فرماتے ہیں:

و قال الحاکم :تفسیر الصحابة عندنا فی حکم المرفوع .و من لم یجعله مرفوعا فلا ریب أنه عنده أصح من تفسیر من بعد الصحابة ،و الصحابة أعلم الأمة بتفسیر القرآن ،و یجب الرجوع الی تفسیرهم

(التبیان فی أقسام القرآن :ص:۲۰۵)

اور حاکم نے کہا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی پیش کردہ تفسیر ہمارے نزدیک مرفوع کے حکم میں ہے۔اور جو اسے مرفوع کے حکم میں نہ بھی مانے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کے نزدیک صحابہ کی تفسیر ،صحابہ کے بعد کی تفسیر سے زیادہ صحیح ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم امت میں سب سے زیادہ قرآن حکیم کی تفسیر کو جاننے والے ہیں اور ان کی تفسیر کی طرف رجوع کرنا واجب ہے۔

پانچویں حدیث: امام محمد علیہ الرحمۃ نقل فرماتے ہیں:

أخبرنا مالک حدثنا اسماعیل بن محمد بن سعد بن أبی وقاص عن مصعب بن سعد قال: کنت أمسک المصحف علی سعد فا حتککت ،فقال: لعلک مسست ذکرک فقلت نعم قال قم فتوضأقال: فقمت

☆ خفی وہ ہے جس کی مراد کسی عارضہ کی وجہ سے چھپی ہوئی ہو صیغہ کی وجہ سے نہیں ☆

توضأت ثم رجعت (الموطا: ص:۵۰)

حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مین حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے مصحف کو پکڑے ہوئے تھا۔ میں نے (اپنا جسم) کھجایا تو آپ نے فرمایا: ہوسکتا ہے کہ تم نے اپنے ذکر کو مس کیا ہو۔ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ انہوں نے فرمایا پھر تم کھڑے ہو جاؤ اور وضو کرو۔ حضرت مصعب فرماتے ہیں کہ میں کھڑا ہوا اور میں نے وضو کیا پھر لوٹ آیا۔

اس حدیث کو امام عبدالرزاق نے بھی نقل فرمایا ہے۔ (المصنف: رقم الحدیث: ۴۱۵)

اس روایت کو امام بیہقی نے بھی اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔ (السنن الکبریٰ: ج:۱/ص: ۸۸)

حدیث مذکور سے بعض علماء نے مس ذکر کی وجہ سے وضو کرنے پر استدلال کیا ہے۔ ہم نے اس حدیث کو یہاں اس لئے نقل کیا ہے کہ ہم حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس بیان سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادے کو مس ذکر (جس کا بعض احادیث سے ناقض وضو ہونا ثابت ہے) کی وجہ سے وضو کرنے کا حکم دیا، جو اس پر دلالت کرتا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصحف کو چھونے سے قبل وضو کرنا ضروری سمجھتے تھے اسی لئے آپ نے اپنے بیٹے کو مس ذکر کے بعد مصحف چھونے سے قبل وضو کرنے کا حکم دیا۔

خلاصہ:

۱۔ ان تمام احادیث کی روشنی میں یہ معلوم ہوا کہ بغیر وضو قرآن مجید کو ہاتھ لگانا جائز نہیں۔

۲۔ حضرت سلمان فارسی، حضرت فاطمہ اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کیونکہ زیر بحث مسئلہ میں آیت مقدسہ "**لا یمسہ الا المطھرون**" سے استدلال کیا ہے لہذا صحیح یہی ہے کہ اس آیت میں "لا یمسہ" سے مراد قرآن کریم اور "المطھرون" سے مراد حدث سے پاک ہونا لیا جائے۔

۳۔ کافر کو بغیر طہارت کے تلاوت کے لئے مصحف دینا جائز نہیں کیونکہ حضرت سعید بن زید اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسلام لانے سے قبل بغیر طہارت کے مصحف چھونے نہ دیا تھا۔

☆ محکم کا حکم یہ ہے کہ اس پر عمل کرنا لامحالہ طور پر واجب ہوتا ہے ☆

قرآن کو چھونے کے بارے میں فقہاء کا موقف:

اب ہم فقہاء کرام اور علماء عظام کے اقوال کی روشنی میں قرآن حکیم کو بغیر وضو چھونے کا حکم بیان کریں گے۔

بعض اکابرین کا موقف:

☆ امام عبدالرزاق فرماتے ہیں:

۱) **عبدالرزاق عن ابن جریج عن عطاء قال: لایمس المصحف مفضیاالیه غیر متوضیء** (المصنف: رقم الحدیث: ۱۳۲۳)

ابن جریج سے مروی ہے کہ حضرت عطاء نے فرمایا: مصحف کو بغیر وضو والا بلا حائل نہیں چھوئے گا۔

۲) **عبد الرزاق عن ابن جریج عن سلیمان بن موسی مثله** (المصنف: رقم الحدیث: ۱۳۲۹)

سلیمان بن موسیٰ سے بھی یہی مروی ہے (کہ قرآن کو پاک شخص کے علاوہ کوئی نہ چھوئے)

۳) **عبد الرزاق عن الثوری عن جابر عن الشعبی و طاووس و القاسم بن محمد کرهوا أن یمس المصحف و هو علی غیر وضوء.** (المصنف: رقم الحدیث: ۱۳۳۴)

یعنی ثوری، جابر، شعبی، طاووس اور قاسم بن محمد رضی اللہ عنہم کا موقف یہی تھا کہ بغیر وجو قرآن کو ہاتھ لگانا جائز نہیں اور وہ اس کو ناپسند کرتے تھے۔

☆ امام بیہقی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

و هو قول الفقهاء السبعة من اهل المدینة (السنن الکبریٰ: ج: ۱/ ص ۸۸)

اور یہی قول (بغیر وضو قرآن پاک کو چھونا جائز نہیں) اہل مدینہ منورہ کے فقہائے سبعہ کا ہے۔

☆ امام ابن عربی مالکی فرماتے ہیں:

وقد قال أهل العراق منهم أبراهیم النخعی: ولا یمس القرآن الا طاهر (احکام القرآن: ج: ۴/ ص: ۱۷۳۹)

اور اہل عراق نے کہا،ان میں سے ابراہیم نخعی بھی ہیں، کہ قرآن کونہیں چھوئے مگر وہ جو پاک ہو۔

احناف کا موقف:

۱) اس بارے میں امام محمد علیہ الرحمۃ نے اپنی مؤطا میں پورا ایک باب "باب الرجل یمس القرآن و هو جنب او علی غیر طهارة" کے نام سے رقم فرمایا ہے۔آپ فرماتے ہیں:

اخبرنا مالک أخبرنا عبد الله بن أبی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم قال : ان فی الکتاب الذی کتبه رسول الله ﷺ لعمرو بن حزم الا یمس القرآن الا طاهر (المؤطا:ص:۱۶۳)

ہمیں امام مالک علیہ الرحمۃ نے خبر دی کہ انھیں عبداللہ بن اُبی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے خبر دی کہ عمرو بن حزم کے مکتوب میں رسول اللہ ﷺ نے لکھا تھا کہ قرآن کونہیں چھوئے گا مگر وہ جو پاک ہو۔

پھر اس کے بعد امام محمد علیہ الرحمۃ روایت فرماتے ہیں

و بهذا کله نأخذ و هو قول أبی حنیفة رحمه الله (المؤطا:ص:۱۶۳)

اور اس تمام سے ہم اخذ کرتے ہیں اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کا قول ہے۔

۲) امام قدوری فرماتے ہیں:

ولا یجوز للمحدث مس المصحف (المختصر للقدوری:ص۱۳)

اور محدث (وہ جسے حدث اصغر یا اکبر لاحق ہو) کے لئے مصحف کو چھونا جائز نہیں ہے۔

۳) صاحب ہدایہ فرماتے ہیں:

و کذا المحدث لا یمس المصحف الا بغلافه لقوله علیه السلام: لا یمس القرآن الا طاهر (الهدایة:ج۱/ص:۶۴)

اور اسی طرح سے محدث بھی غلاف کونہیں چھوئے گا نبی مکرم ﷺ کے قول مبارک کی وجہ سے،آپ ﷺ نے فرمایا:قرآن کونہیں چھوئے گا مگر پاک۔

۴) علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ای کما لایجوز للحائض و الجنب و النفساء مس المصحف الا بغلافه کذلک لا یجوز للمحدث ان یمس المصحف الا بغلافه (البنایۃ: ج۱/ص:۴۶۰)

یعنی جس طرح حائضہ، جنبی اور نفاس والی عورت کے لئے مصحف کو چھونا بغیر غلاف کے جائز نہیں اسی طرح حدث والے کے لئے بھی جائز نہیں ہے کہ وہ مصحف کو بغیر غلاف کے چھوئے۔

علامہ عینی صاحب ہدایہ کے حدیث سے اس استدلال کے بارے میں فرماتے ہیں:

و لو استدل المصنف علی ذلک بقوله تعالیٰ لا یمسه الاالمطهرون لکان اولیٰ و اقوی (البنایۃ: ج۱/ص:۴۶۱)

اور اگر مصنف (صاحب ہدایہ) اس پر اللہ تعالیٰ کے فرمان "لا یمسہ الا المطھرون" سے استدلال فرماتے تو زیادہ اولی اور اقوی تھا۔

۵) امام ابوبکر جصاص رازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

قوله تعالیٰ:[انه لقرآن کریم فی کتان مکنون لا یمسه الاالمطهرون] روی عن سلمان أنه قال لا یمس القرآن الا المطهرون فقرء القرآن ولم یمس المصحف حین لم یکن علی وضوء، و عن انس بن مالک فی حدیث اسلام عمر قال: فقال لأخته أعطونی الکتاب الذی کنتم تقرؤن فقالت :انک رجس و انه لا یمسه الا المطهرون فقم فاغتسل أو توضا فتوضأ ثم اخذ الکتاب فقرأه و ذکر الحدیث و عن سعد انه امر ابنه بالوضوء لمس المصحف و عن ابن عمر مثله (احکام القرآن: ج۵/ ص:۳۰۰)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: [انہ لقرآن کریم فی کتان مکنون لا یمسہ الا المطھرون] حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا قرآن کو نہیں چھوئیں مگر وہ جو پاک ہیں پھر آپ نے قرآن کی تلاوت فرمائی اور بغیر وضو کے مصحف کو نہیں چھوا۔ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ آپ نے اپنی ہمشیرہ سے کہا کہ مجھے وہ کتاب

دو جس کو تم لوگ پڑھ رہے تھے ۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا تم ناپاک ہو اور (حکم یہ ہے کہ) اس قرآن کو نہیں چھوئیں مگر پاک لوگ ۔

پس تم کھڑے ہو جاؤ اور غسل یا وضو کرو پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور وضو کر کے کتاب کو لیا اور اسے پڑھا۔اور آپ نے حدیث کو ذکر فرمایا۔اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے اپنے بیٹے کو مصحف چھونے کے لئے وضو کرنے کا حکم دیا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہی حکم مروی ہے۔

۲) علامہ حصکفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

و یحرم به أی بالاکبر و بالأصغر مس المصحف (درالمختار:ج۱/ص:۳۱۵)

اور حدث اصغر و اکبر کے ساتھ مصحف کو چھونا حرام ہے۔

مالکیہ کا موقف:

۱) امام مالک علیہ الرحمۃ کے نزدیک اگر چہ المطھرون سے مراد فرشتے ہیں تاہم اس مسئلہ میں آپ کا موقف یہی ہے کہ بغیر وضو قرآن کریم کو ہاتھ لگانا جائز نہیں۔اس بارے میں آپ علیہ الرحمۃ نے اپنی مؤطا میں پورا ایک باب "**الا مر با لوضوء لمن مس القرآن**" کے نام سے رقم فرمایا ہے۔آپ فرماتے ہیں:

مالک عن عبد الله بن أبی بکر بن حزم ان فی الکتاب الذی کتبه رسول الله ﷺ لعمرو بن حزم الا یمس القرآن الا طاهر (المؤطا:ص:۱۸۵)

مالک عبداللہ بن ابی بکر بن حزم سے روایت کرتے ہیں کہ عمرو بن حزم کے مکتوب میں رسول اللہ ﷺ نے لکھا تھا کہ قرآن کو نہیں چھوئے گا مگر وہ جو پاک ہو۔

۲) امام قرطبی مالکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اختلف العلماء فی مس المصحف علی غیر وضوء،فالجمهور علی المنع من مسه لحدیث عمرو بن حزم و هو مذهب علی ابن مسعود و سعد ابن أبی وقاص و سعید بن زید و عطاء و الزهری و النخعی و الحکم و حماد و جماعة من الفقهاء منهم مالک و الشافعی (الجامع لأحکام القرآن:ج:۱۷/ص:۲۲۶)

☆صریح وہ لفظ ہے جس کی مراد ظاہر ہوتی ہے جس طرح "**بعت اور اشتریت**" وغیرہ☆

بغیر وضو کے مصحف کو چھونے میں علماء اختلاف رکھتے ہیں۔لیکن جمہور حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کی وجہ سے بغیر وضو مصحف کے چھونے سے منع کرنے پر ثابت ہیں۔اور یہ مذہب ہے حضرت علی،حضرت ابن مسعود،حضرت سعد ابن اَبی وقاص،حضرت سعید بن زید،حضرت عطاء،حضرت زہری،حضرت نخعی، حضرت حکم،حضرت حماداور فقہاء کی جماعت کا ان میں سے امام مالک اور امام شافعی علیہما الرحمۃ بھی ہیں۔

۳) ابن رشد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

هل هذه الطهارة شرط فى مس المصحف أم لا ؟فذهب مالك و أبو حنيفة و الشافعي الى انها شرط فى مس المصحف (بدایۃ المجتہد: ج:۱/ص:۳۰)

یہ طہارت مصحف کو چھونے میں شرط ہے یا نہیں؟تو امام مالک،امام ابوحنیفہ اور امام شافعی علیہم الرحمۃ کا موقف یہ ہے کہ مصحف کو چھونے میں شرط ہے۔

شوافع کا موقف:

۱) امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

يحرم على المحدث مس المصحف و حمله (المجموع شرح المهذب: ج:۲/ص:۶۷)

محدث پر مصحف کا چھونا اور اس کا اٹھانا حرام ہے۔

ایک اور مقام پر اسی کتاب میں فرماتے ہیں:

۲) **و يحرم عليه مس المصحف لقوله تعالىٰ لا يمسه الاالمطهرون و لما روى حكيم بن حزام رضى الله عنه أن النبى ﷺ قال: لا تمس القرآن الا و أنت طاهر** (المجموع شرح المهذب: ج:۲/ص:۶۵)

اور حرام ہے محدث پر مصحف کو چھونا اللہ تعالیٰ کے فرمان: **لا يمسه الاالمطهرون** کی وجہ سے اور اس حدیث کی وجہ سے جسے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت فرمایا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:تم قرآن کو نہ چھونا مگر اس حالت میں کہ تم پاک ہو۔

☆جہاں مجاز کی کوئی صورت متعین ہو اس مقام پر نیت کی ضرورت نہیں ہوگی☆

آپ التبیان میں فرماتے ہیں:

۳) یحرم علی المحدث مس المصحف و حمله (التبیان فی اداب حملۃ القرآن :ص:۹۹) محدث کے لئے قرآن کا چھونا اور اٹھانا حرام ہے۔

۴) امام جلال الدین سیوطی الاتقان میں فرماتے ہیں:

مذهبنا و مذهب جمهور العلماء تحريم مس المصحف للمحدث سواء كان أصغر أم أكبر لقوله تعالىٰ :لا يمسه الاالمطهرون ،و حديث الترمذی و غيره لا يمس القرآن الا طاهر (الاتقان فی علوم القرآن :ج:۲/ص:۳۸۰)

ہمارا اور جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ محدث کے لئے مصحف کو چھونا حرام ہے، چاہے حدث اصغر ہو یا اکبر، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے لا یمسہ الاالمطھرون اور حدیث ترمذی وغیرہ کی وجہ سے، کہ قرآن کو نہیں چھوئے گا مگر وہ جو پاک ہو۔

حنابلہ کا موقف:

۱) امام ابن قدامہ حنبلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

و لا يمس المصحف الا طاهر .يعنی طاهرا من الحدثين جميعا ،روی هذا عن ابن عمر و الحسن و عطاء و طاوس و الشعبی و القاسم بن محمد و هو قول مالک و الشافعی و أصحاب الرای و لا نعلم مخالفا لهم الا داود ....و لنا قوله تعالىٰ :لا يمسه الاالمطهرون ،و فی كتاب النبی ﷺ لعمرو بن حزم ان لا يمس القرآن الا طاهر (المغنی :ج:۱/ص:۱۶۸)

اور نہیں چھوئے گا مصحف کو مگر پاک، ان کی مراد حدث اکبر اور حدث اصغر دونوں سے پاک ہونا ہے۔اور یہ مروی ہے حضرت ابن عمر، حضرت الحسن، حضرت عطاء، حضرت طاوس، حضرت شعبی، حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ تعالی عنہم سے، اور یہی قول امام مالک، امام شافعی اوراصحاب رائے کا ہے اور ہم اس مسئلہ میں داود ظاہری کے سوا ان کا مخالف کسی کو نہیں جانتے ۔۔۔اور ہماری دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: لا یمسہ

الاالمطہرون،اور دوسری دلیل نبی کریمﷺ کا عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے مکتوب ہے جس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ قرآن کونہیں چھوئے گا مگر وہ جو پاک ہو۔

شیخ ابن تیمیہ کا موقف:

آپ کے فتاوی میں ہے:

سئل :هل يجوز مس المصحف بغير وضوء أم لا ؟ فأجاب:مذهب الائمة الاربعة أنه لا يمس المصحف الا طاهر .كما قال في الكتاب الذى كتبه رسول الله ﷺ لعمرو بن حزم :أن لا يمس القرآن الا طاهر .قال الامام احمد :لا شك ان النبي ﷺ كتبه له،و هو أيضا قول سلمان الفارسي ،و عبد الله بن عمر و غيرهما و لا يعلم لهما من الصحابة مخالف. (مجموع فتاوی شیخ الاسلام احمد بن تیمیہ:ج:۲۱/ص:۲۶۶)

آپ سے پوچھا گیا کہ کیا مصحف کو بغیر وضو کے ہاتھ لگانا جائز ہے؟تو آپ نے جواب دیا کہ ائمہ اربعہ کا مذہب یہ ہے مصحف کو پاک فرد کے سوا کوئی نہیں چھوئے گا۔جیسا کہ نبی کریمﷺ نے عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے اپنے مکتوب میں فرمایا کہ قرآن کونہیں چھوئے گا مگر وہ جو پاک ہو۔امام احمد نے فرمایا:اس میں کوئی شک نہیں۔بے شک نبی کریم ﷺ نے ان کے لئے وہ مکتوب لکھا تھا۔اور یہ حضرت سلمان فارسی،حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے علاوہ دیگر اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی موقف ہے۔اور ان دونوں حضرات کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی مخالف معلوم نہیں ہوتا۔

شیخ ابن قیم فرماتے ہیں:

و سمعت شيخ الاسلام يقرر الاستدلال بالاية على أن المصحف لا يمسه المحدث بوجه آخر ،فقال :هذا من باب التنبيه و الاشارة ،اذا كانت الصحف التي في السماء لا يمسها الا المطهرون فكذلك الصحف التي بأيدينا من القرآن لا ينبغي أن يمسها الا طاهر (التبیان فی أقسام القرآن:ص ۲۰۶)

☆لفظ ہبہ،تملیک اور بیع کے ساتھ نکاح منعقد ہو جاتا ہے☆

میں نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کو اس آیت (لا یمسه الا المطهرون) سے استدلال کا اقرار کرتے ہوئے سنا ہے کہ محدث قرآن حکیم کو ایک دوسری وجہ سے بھی نہ چھوئے ،یہ تنبیہ اور اشارہ کے باب سے ہے۔یعنی جب آسمان میں موجود صحف کو مطہر ون کے سوا کوئی نہیں چھوتا اسی طرح قرآن کریم جو ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے اس کو چھونا بھی پاک فرد کے علاوہ کسی کے لئے مناسب نہیں۔(شیخ ابن قیم کے موقف کے مطابق اس آیت مقدسہ سے اس مسئلہ پر استدلال کرنا درست نہیں ہے تاہم ان کے نزدیک بھی بغیر طہارت کے قرآن حکیم کو چھونا جائز نہیں)

خلاصہ:

فقہاء عظام کے مذکورہ اقوال سے یہ مسئلہ بالکل واضح ہوگیا ہے کہ کثیر تعداد میں صحابہ کرام،تابعین،اتباع تابعین،ائمہ ،مفسرین،محدثین، مفقہین اور مجتہدین اس پر متفق ہیں کے قرآن حکیم کو بغیر وضو ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے اور اگر کوئی شخص بغیر وضو قرآن حکیم کو ہاتھ لگاتا ہے تو وہ فعل حرام کا ارتکاب کرتا ہے۔

شیخ عبدالرحمٰن الجزیری فرماتے ہیں:

فالوضوء فرض لازم لأداء هذه الأعمال فلا يحل لغير المتوضئ أن يفعلها و مثلها مس المصحف ،فانه يجب له الوضوء ،سواء أراد أن يمسه كله أو بعضه (کتاب الفقہ علی المذاہب الأربعۃ: ج:۱/ص:۴۷)

پس وضو کرنا فرض ہے ان اعمال کی ادائیگی کے لئے ،پس بغیر وضو والے کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ ان افعال کو بغیر وضو انجام دے۔جیسے قرآن کو چھونا ،اس کو چھونے کے لئے وضو کرنا لازمی ہے،چاہے پورے قرآن کو چھوئے یا بعض کو۔

نتائج بحث

۱۔ قرآن حکیم کو بغیر وضو ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے۔اس فعل کا ارتکاب کرنے والا گناہگار ہوگا۔

۲۔ اس مسئلہ میں قرآن پاک کی آیت مقدسہ لا یمسہ الا المطھر ون سے استدلال کرنا بالکل درست ہے کیونکہ اس آیت مقدسہ کو کبار صحابہ کرام،تابعین اور اتباع تابعین نے دلیل بنایا ہے۔

☆اہل بیان کے نزدیک استعارہ،مجاز کی ایک قسم ہے☆

۳۔ بعض علماء اگر چہ لا یمسہ الا المطھرون سے مراد اگر چہ لوح محفوظ لیتے ہیں تاہم ان کے نزدیک بھی بغیر وضو مصحف کو ہاتھ لگانا جائز نہیں۔

۴۔ مذکور الذکر آیت مبارکہ کے علاوہ کئی احادیث ہیں جن سے علماء نے استدلال کیا ہے۔

۵۔ حضرت عمر، حضرت عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن عمر، سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید، ان کی زوجہ حضرت فاطمہ، حضرت خباب بن ارت، حضرت سلمان فارسی، حضرت عمرو بن حزم، حضرت حکیم بن حزام، حضرت عثمان بن ابو العاص، مدینہ منورہ کے فقہائے سبعہ، کبار و صغار تابعین، ائمہ اربعہ، مفسرین، محدثین، مفقہین اور علمائے امت اس پر متفق ہیں کہ بغیر وضو قرآن حکیم کو چھونا ناجائز ہے۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے ہم نے حتی المقدور اس مسئلہ کی وضاحت کی کوشش کی ہے۔ شرعاً مصحف کو چھونے کے لئے حدث اصغر و اکبر سے پاک ہونا ضروری ہے لیکن اگر ہم اس کے اسرار، لطائف، ہدایت اور علم سے مستفید ہونا چاہتے ہیں تو قلب کو پاک کر کے ظاہری پاکی کے ساتھ ساتھ باطنی پاکی کا بھی لحاظ رکھنا ہوگا کیونکہ یہ عظیم الشان کتاب متقین کو ہدایت کا رستہ دکھاتی ہے جو اپنے قلب و ذہن کو ہر اس خیال سے محفوظ کر لیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے خلاف ہوتا ہے۔ اللھم وفقنا لقرائۃ القرآن الکریم اناء اللیل و النھار (امین)

حوالہ جات

۱) قرآن کریم

۲) جامع البیان ۔۔امام ابن جریر طبری ۔۔دار المعرفۃ، بیروت، لبنان۔

۳) احکام القرآن ۔۔امام ابو بکر جصاص رازی ۔۔دار احیاء التراث العربی، بیروت

۴) الجامع لأحکام القرآن ۔۔امام محمد بن احمد انصاری قرطبی، دار احیاء التراث العربی، بیروت

۵) الکشاف ۔۔شیخ جار اللہ زمخشری ۔۔دار الکتاب العربی، بیروت، لبنان

۶) زاد المسیر فی علم التفسیر ۔۔شیخ عبد الرحمٰن بن علی الجوزی ۔۔المکتب الاسلامی، بیروت، لبنان

۷) التفسیرات الأحمدیۃ ۔۔شیخ ملا احمد جیون ۔۔مکتبۃ اسلامیۃ، کانسی روڈ کوئٹہ

۸) احکام القرآن ۔۔امام ابو بکر محمد بن عبد اللہ المعروف بابن العربی، دار المعرفۃ، بیروت۔

۹) روح المعانی ۔۔امام سید محمود آلوسی بغدادی ۔۔مکتبہ حقانیہ، ملتان، پاکستان۔

☆ استعارہ کیا ہے؟ استعارہ کا لغوی معنی کوئی چیز بطور ادھار لینا ہے ☆

۱۰) روح البیان ۔۔شیخ اسماعیل حقی بروسوی ۔مکتبہ اسلامیہ، کانسی روڈ، کوئٹہ

۱۱) تفسیر الجلالین ۔۔امام جلال الدین سیوطی ۔۔الجمعیۃ الاسلامیۃ الصینیۃ ،بکین الصین ۔

۱۲) التبیان فی اقسام القرآن ۔۔شیخ ابن قیم الجوزیۃ ۔۔دار الکتاب العربی ، بیروت، لبنان

۱۳) الاتقان فی علوم القرآن ۔امام جلال الدین سیوطی ۔۔قدیمی کتب خانہ، آرام باغ، کراچی

۱۴) الاکلیل فی استنباط التنزیل ۔۔امام جلال الدین سیوطی ۔۔مکتبہ اسلامیہ، کوئٹہ

۱۵) المؤطا ۔۔امام مالک ۔۔نور محمد اصح المطابع ،آرام باغ، کراچی، پاکستان

۱۶) المؤطا ۔۔امام محمد ۔۔قدیمی کتب خانہ آرام باغ، کراچی، پاکستان

۱۷) المصنف ۔۔امام ابوبکر عبدالرزاق بن الھمام الصنعانی ۔۔المکتب الاسلامی

۱۸) سنن الدارقطنی ۔۔امام علی بن عمر الدارقطنی ۔۔دار المعرفۃ ، بیروت، لبنان

۱۹) السنن الکبریٰ ۔۔امام احمد بن حسین بیہقی ۔۔دار الفکر

۲۰) سنن النسائی ۔۔امام احد بن شعیب بن علی نسائی ۔۔المصباح ، کالج روڈ ، راولپنڈی

۲۱) الدرایۃ ۔۔امام احمد بن علی بن محمد عسقلانی ۔۔المصباح ، کالج روڈ ، راولپنڈی

۲۲) عمدۃ القاري ۔۔امام بدر الدین عینی ۔۔دار احیاء التراث العربی ، بیروت، لبنان

۲۳) مراسیل أبي داود ۔۔امام احمد بن اشعث ۔۔میر محمد کتب خانہ، آرام باغ، کراچی

۲۴) الھدایۃ ۔۔امام برہان الدین علی بن ابوبکر فرغانی مرغینانی ،قدیمی کتب خانہ، کراچی

۲۵) المختصر للقدوری ۔۔امام احمد بن محمد قدوری ۔۔قدیمی کتب خانہ، آرام باغ، کراچی،

۲۶) البنایۃ ۔۔امام بدر الدین عینی ۔۔مکتبہ حقانیہ، ملتان، پاکستان

۲۷) درالمختار ۔۔علامہ حصکفی ۔۔مکتبۃ امدادیۃ، ملتان، پاکستان

۲۸) بدایۃ المجتھد ۔۔امام ابوالولید محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن رشد، فاران اکیڈمی ، لاہور

۲۹) المغنی ۔۔امام عبداللہ بن احمد بن قدامۃ ۔۔دار الفکر، بیروت

۳۰) المجموع شرح المھذب ۔۔امام محي الدین بن شرف نووی ۔۔دار الفکر

۳۱) مجموع فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہ ۔۔شیخ ابن تیمیہ ۔۔المساحۃ العسکریۃ بالقاھرۃ

۳۲) تباین فی آداب حملۃ القرآن ۔۔امام محي الدین بن شرف نووی ۔۔مطبع مصطفیٰ البابی مصر

۳۳) کتاب الفقہ علی المذاھب الأربعۃ ۔۔عبد الرحمٰن الجزیری ۔۔دار احیاء التراث العربی ، بیروت، لبنان ۔

☆ صاحبین کے نزدیک حکم میں حقیقت کا نائب ہے ☆